سلسلہ نمبر ۲۶ قسط : ۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

آغاز دَورِ فتن

محمود احمد صاحب عباسی نے اپنی کتاب ''خلافتِ معاویہ و یزید'' کا سب سے پہلا عنوان ''اُموی خلافت کا پس منظر'' رکھا ہے۔ یہ مضمون اُنہوں نے بیس صفحات میں دریا دَرکوزہ کر کے لکھا ہے۔ مضمون محض جارحانہ ہے جس کی ابتداء ''سبائی پارٹی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت'' کے عنوان سے کی ہے (ص ۵۲)۔ ہمیں اِس عنوان پر ہی اعتراض ہے یہ عنوان غلط ہے اور مسخ تاریخ کی ایک کوشش ہے، اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا سبائی پارٹی سے خاص جوڑ تھا یا وہ اُن کے ہاتھوں وجود میں آئی تھی۔ حالانکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت سے برسوں پہلے وجود میں آچکی تھی۔ اَب یہ پل کر جوان ہو چکی تھی اور اتنی مضبوط و قوی کہ اُس کی شعلہ بازی نے خلیفۂ وقت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ و ارضاہ کو عین دار الخلافہ مدینہ منورہ میں پہنچ کر شہید کر دیا تھا۔ اِس کی جڑیں قبائل میں تھیں۔ اُس دَورِ فتن کا آغاز ہو چکا تھا جس کی اطلاع جناب رسول اللہ ﷺ دے چکے تھے۔

حدیث شریف کی تمام کتابوں میں ایسی روایات منقول چلی آرہی ہیں جن میں اس دَور کی آمد کی اطلاع ہے۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جو صاحبِ سِرِ رسول تھے، زمانۂ فتنہ کے بارے میں دریافت فرما رہے تھے کہ وہ فتنہ کب درپیش ہوگا جس کی موجیں سمندر کی موجوں کی طرح ہوں گی؟

اَلْفِتْنَةُ الَّتِیْ تَمُوْجُ کَمَوْجِ الْبَحْرِ. تو حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا! اے امیر المؤمنین آپ کو اُس سے کوئی اندیشہ نہیں، آپ کے اور اُس کے درمیان بند دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ جب فتنے آئیں گے تو یہ دروازہ کھول کر آئیں گے یا توڑ کر؟ اُنہوں نے کہا ''توڑ کر'' آپ نے فرمایا: اِذًا لَّایُغْلَقُ اَبَدًا (بخاری ج ۱ ص ۷۵) پھر تو یہ فتنوں کا دروازہ کبھی بھی بند نہ کیا جا سکے گا کیونکہ دروازہ کھول کر فتنے داخل ہوتے تو فتنوں کو خارج کر کے دروازہ بند کیا جاسکتا تھا لیکن ٹوٹنے پر تو وہ بند کرنے کے قابل ہی نہ رہے گا۔

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب جناب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا : سُبْحَانَ اللّٰہِ (خدا کی ذات پاک ہے) آج کتنے فتنے اُترے ہیں اور کتنے خزانے کھولے گئے ہیں، حجروں میں رہنے والیوں کو جگاؤ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲)

سرورِ عالم ﷺ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ایک روز دریافت فرمایا : جو مجھے نظر آرہا ہے کیا تم دیکھ رہے ہو؟ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ''نہیں'' اِرشاد فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں میں بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۴۶)

کرمانی اور عینی کے حوالہ سے حاشیہ میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا ہے :

وَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلَی الْحُرُوْبِ الْوَاقِعَةِ الْجَارِیَةِ بَیْنَهُمْ کَقَتْلِ عُثْمَانَ وَیَوْمِ الْحَرَّةِ. وَفِیْهِ مُعْجِزَةٌ ظَاهِرَةٌ لَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ .

اِس میں اُن لڑائیوں کی طرف اشارہ ہے جو اِن حضرات میں چلیں۔ جیسے شہادت سیدنا عثمان اور واقعہ حرہ اور (آئندہ ہونے والے واقعات کے بارے میں) اس اطلاع میں جناب رسول اللہ ﷺ کا کھلا معجزہ ہے۔

امام بخاریؒ کے عظیم المرتبہ اُستاد ابن ابی شیبہؒ نے اپنی عظیم الشان کتاب ''اَلْمُصَنَّفْ'' میں حضرت ابومسعودؓ اور حضرت حذیفہؓ صاحبِ سِر رسول اللہ ﷺ کی گفتگو روایت فرمائی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ان سے فرمایا اے ابومسعودؓ! کیا آپ اپنے دین کو نہیں جانتے؟ ابومسعودؓ نے فرمایا ضرور جانتا ہوں۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا :

فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ مَاعَرَفْتَ دِيْنَكَ اِنَّمَا الْفِتْنَةُ اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ الْحَقُّ وَالْبَاطِلُ فَلَمْ تَدْرِ اَيُّهُمَا تُتَّبَعُ فَتِلْكَ الْفِتْنَةُ . (مصنف ابن ابی شیبه ج ۴ ص ۹۳۰ قلمی ، کتب خانه پیر جهنڈا)

آپ کو اُس وقت فتنہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا جب تک آپ اپنے دین کو پہچانتے رہیں۔ فتنہ وہ ہوتا ہے جب حق اور باطل میں تمیز نہ رہے اور آپ کو یہ نہ پتہ چلے کہ دو میں سے کون سی بات پر عمل کرنا صحیح رہے گا تو وہ فتنہ ہوگا۔

ہوا اِسی طرح ہے کہ دَورِ فتن کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ہوا ہے پھر وہ اُمت میں قائم رہے ہیں۔ فتنے گھروں میں اُترے ہیں یعنی خانہ جنگی ہوئی ہے اور اِن کا آغاز ایسے ہی ناسمجھ لوگوں کے ہاتھوں ہوا جو دین کی پوری سمجھ نہ رکھتے تھے، اپنی سمجھ پر چلتے تھے۔ آیات اور احادیث کا مطلب سمجھنے میں ان سے غلطی ہورہی تھی۔ وہ بجائے اِس کے صحابہ کرامؓ کا اتباع کریں خود تفسیر و تاویل کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی تقلید کے بجائے اُن پر اعتراض کرتے تھے حتی کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال (گورنروں) کی تکفیر کرنے لگے پھر حضرت عثمانؓ کی اور پھر آخر میں حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی تکفیر کرنے لگے۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے : اہل سنت کی یہ علامتیں ہیں :

يُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ وَيُحِبُّ الْخَتَنَيْنِ وَ يَرَى الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ. (عنايه شرح هدايه مع فتح القدير ج ۱ ص ۹۹)

شیخین ابوبکر و عمر کو حضرت عثمان و علی سے افضل جانے۔ حضرت عثمان و علی سے محبت رکھے (رضی اللہ عنہم) اور خُفین (موزوں) پر جوازِ مسح کا قائل ہو۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دَورِ خلافت کا خاکہ سَن وار لکھ دیا جائے تاکہ فتنہ پردازوں کے نام اور اُن کے اعتراضات کے جوابات اور ساتھ ہی یہ کہ اُن کی سازش کے کیا اثرات ہوئے جو مدینہ منورہ اور صحابہ کرامؓ پر بھی ہوئے۔ یہ سب رُوداد سامنے آجائے۔

☆ ۳؍محرم ۲۴ھ : سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی گئی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۴۷)۔ آپ خطبہ کے لیے منبر پر اُس جگہ تشریف فرما ہوئے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما

ہوئے تھے۔سب سے پہلا قضیہ جو آپ کے سامنے پیش ہوا، وہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تھا کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کے بعد حملہ آور ''ابُولؤلؤۃ '' کی بیٹی کو قتل کیا پھر ایک نصرانی کو جسے ''جُفینہ'' کہا جاتا تھا تلوار مار کر قتل کر دیا اور والیٔ تُستر ''ھُرمُزان'' کو بھی قتل کر دیا کیونکہ لوگوں میں یہ بات ہو رہی تھی کہ اِن دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ میں ابُولؤلؤۃ کی مدد کی تھی۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ کی اِس کارروائی کا علم ہوا تو آپ نے اُنہیں قید کرنے کا حکم دے دیا تاکہ آپ کے بعد آنے والا خلیفہ اِس معاملہ میں فیصلہ کرے۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوگئے اور مجلس میں تشریف فرما ہوئے تو سب سے پہلے یہی قضیہ پیش کیا گیا کہ عبیداللہ کے بارے میں کیا فیصلہ ہو۔

حضرت علیؓ نے قصاص کی رائے دی کہ اِن کو چھوڑ دینا عدل نہیں ہے۔ کچھ مہاجر حضرات نے کہا کہ کل تو اِن کے والد شہید کیے گئے ہیں کیا آج انہیں مار دیا جائے؟

حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا : اے امیر المؤمنین آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے اِس سے بری رکھا ہے یہ ایسا قضیہ ہے جو آپ کے دَورِ خلافت سے پہلے کا ہے (اِس دن آپ خلیفہ نہ تھے) تو اِسے چھوڑیے۔ یہ رائے حضرت عثمانؓ نے پسند فرمائی۔ ان سب مقتولین کا خون بہا اپنے ذاتی مال میں سے دیا اور چونکہ ان کا کوئی عزیز ولی نہ تھا اس لیے وہ بیت المال میں جمع فرمادی۔ امام یعنی خلیفہ کو اختیار ہے کہ وہ ایسا طریقہ اختیار کرے جو زیادہ مفید ہو۔ پھر عبیداللہ کو چھوڑ دیا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۴۹)

ولید بن عقبہ :

اِسی سال ولید بن عقبہ نے آذربائیجان اور آرمینیہ پر اِن کے عہد شکنی کی وجہ سے اس علاقہ کے لوگوں نے پہلے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جس معاہدہ کے تحت صلح کی تھی اس سے پھر گئے۔ ولید بن عقبہ نے کوفہ سے لشکر لیا اور انہیں زیر کیا۔ اُنہوں نے پھر مصالحت کی پیشکش کی، وہ مان لی، آٹھ لاکھ درہم سالانہ جزیہ طے ہوا۔ ان سے ایک سال کا پیشگی جزیہ لے لیا گیا۔ (اسی طرح حضرت حذیفہؓ سے رَی یعنی تہران کے لوگوں نے بھی مصالحت کی تھی وہ توڑ دی، وہاں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا)

ولید بن عقبہ کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عراق کے علاقہ میں الجزیرہ کے مغربی حصہ کا حاکم مقرر فرمادیا تھا۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے جب یہ وہاں پہنچے تو اُس علاقہ کے لوگوں کا اُن کی طرف بہت

رُجحان ہوا۔ یہ وہاں پانچ سال رہے۔ ان کے مکان کا دروازہ ہی نہ تھا۔ اور رعایا کے ساتھ نرم رویہ رکھتے تھے۔ ابھی یہ وہیں تھے کہ حضرت عثمان ؓ کا دَورِ خلافت شروع ہو گیا۔ اُس وقت کوفہ کے امیر حضرت مُغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ایک سال بعد انہیں معزول کر کے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو امیر کوفہ بنادیا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۵۰۔۱۵۱)

اس سال کی رُوداد میں عبیداللہ بن عمرؓ اور ولید بن عقبہ کے نئے نام آئے ہیں جو بعد میں بھی آئیں گے۔

☆ ۲۵ھ میں حضرت عمرو بن العاص سے جو عامل مصر تھے حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ کے مغربی علاقوں میں پیش قدمی کی اجازت چاہی۔ اُنہوں نے اجازت دے دی۔ اِسی سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے یہاں یزید پیدا ہوا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۵۱)

اِس سال یہ دو نام آپ کے سامنے آئے ہیں جو بعد میں بھی آئیں گے۔

☆ ۲۶ھ میں یا اِس سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان میں ایک معاملہ میں اختلاف ہوا جو شدت اختیار کر گیا اِس لیے حضرت عثمانؓ دونوں پر خفا ہوئے۔ حضرت سعد ؓ کو کوفہ سے معزول کر دیا اور اِن کی جگہ ولید بن عقبہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ حضرت سعد کی معزولی اور اِن کی تقرری پر لوگوں کو اعتراض ہوا۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ بن عبد شمس اور اُن کے والد عقبہ کو بدر کے موقع پر جناب رسول اللہ ﷺ نے قتل کرا دیا تھا۔ یہ حضرت عثمانؓ کے ماں شریک بھائی تھے۔ وسعتِ ظرف، حلم، شجاعت، اَدب و شعر میں قریش میں نامور تھے۔ اِسی سال حضرت عثمان بن ابی العاصؓ نے سابور فتح کیا اِس کی فتح صلحاً ہوئی۔ تینتیس لاکھ سالانہ جزیہ مقرر ہوا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۵۱)

عثمان بن ابی العاص الثقفی الطائفی ابوعبداللہ کا نام نیا آیا ہے۔ ان کا تعارف یہ ہے کہ : اِنہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں اِسی جگہ برقرار رکھا۔ ان کی والدہ صاحبہ ذکر کیا کرتی تھیں کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں۔ عثمانؓ ہی نے حضرت عثمانؓ کے دَور میں تَوَّج اور اَصْطَخَر کے علاقے فتح کیے۔ یہ ایران کے علاقے ہیں۔

جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وفات کے بعد بنو ثقیف کو اِرتداد سے بچایا۔ اُنہوں نے کہا :

یَامَعْشَرَ ثَقِیْفٍ کُنْتُمْ اٰخِرَ النَّاسِ اِسْلَامًا فَلَا تَکُوْنُوْا اَوَّلَھُمْ اِرْتِدَادًا.

(تھذیب التھذیب ج ۷ ص ۱۲۹)

اے ثقیف کے لوگو ! تم لوگوں نے سب کے بعد اسلام قبول کیا تھا تو اِرتداد میں بھی پہل نہ کرو۔

☆ ۲۷ھ : سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ مبارک میں کچھ سال کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ پھر بعض مسائل پر اعتراضات اُٹھے جن سے مفسدین نے بعد میں چنگاریاں بھڑکائیں۔ مثلاً

۲۷ھ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصر کی گورنری سے حضرت عمرو بن العاص کو ہٹا کر حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو والی مصر بنادیا۔ یہ حضرت عثمانؓ کے بھائی تھے۔ دونوں کی والدہ ایک تھیں۔ لیکن عبداللہ اُن لوگوں میں تھے جن کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت حکم دیا تھا کہ جہاں بھی ملیں قتل کر دیے جائیں کیونکہ وہ مسلمان ہوکر اِرتداد کے شکار ہو گئے تھے مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اِن کی سفارش فرمائی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اَمان دے دی۔ پھر وہ پختہ مسلمان ہوگئے۔ اُن کے کارنامے البدایہ کے حوالے سے آپ کے سامنے آنے والے ہیں۔ شہادتِ عثمانؓ کے وقت یہ مصر سے آرہے تھے کہ شہادت کا علم ہوا، عسقلان میں ٹھہر گئے۔ اُنہوں نے نہ حضرت علیؓ سے بیعت کی نہ حضرت معاویہؓ سے اور نہ صفین میں شرکت کی۔ اُنہوں نے دُعاء مانگی کہ اے اللہ میرا آخری عمل نماز ہو۔ اُنہوں نے فجر کی نماز میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور والعادیات پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت پڑھی۔ دایاں سلام پھیر کر بایاں پھیرنے لگے تھے کہ وفات ہوگئی، یہ ۳۶ھ میں ہوا، رضی اللہ عنا وعنہ۔ (اُسد الغابہ ج ۳ ص ۱۷۴)

حضرت عثمانؓ نے انہیں والی افریقہ بناکر حکم دیا کہ افریقہ کے علاقہ میں پیش قدمی کریں۔ جب اللہ تعالیٰ اِن کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائیں گے تو انہیں مالِ غنیمت میں سے پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ (پچیسواں حصہ) دیا جائے گا۔ عبداللہ نے پیش قدمی کر کے پہاڑی اور میدانی سب علاقے فتح کر ڈالے۔ اِن کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ پھر اس حصہ کے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا، بعد میں بھی وہ پکے مسلمان رہے۔ حضرت عبداللہ نے خُمس میں سے پانچواں حصہ رکھ کر چار حصے امیر المؤمنین کے پاس بھیج دیے باقی چار

(یعنی پچیس میں سے ایک حصہ رکھ کر چار حصے دار الخلافہ بھیجے اور بیس حصے مجاہدین میں تقسیم کر دے۔ ہر گھوڑے سوار کو تین ہزار دینار اور پیادہ کو دو ہزار دینار ملے۔ اس علاقہ کے سردار نے بیس لاکھ بیس ہزار دینار دے کر صلح کی۔ یہ ساری رقم حضرت عثمان غنیؓ نے ایک دم حَکم کی اولاد کو دے دی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (حکم کے بیٹے) مروان اور اُس کے بچوں کو دے دی۔ حکم اور مروان کے نام آئے ہیں، حکم صحابی ہیں ان کا تعارف یہ ہے :

اَلْحَکَمُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ بْنُ اُمَیَّۃَ بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ الْقُرَشِیُّ الْاُمَوِیُّ. یہ مروان کے والد ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص۔

یہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والوں میں ہیں۔ اتنی بات تو یقینی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن کو ناراض ہو کر طائف جلاوطن کر دیا۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو مدینہ شریف میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے ان کو مدینہ شریف آنے کی اجازت دے دی۔ ان سے عرض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے ان کے لیے اجازت چاہی تھی تو آپ نے دے دی تھی۔ پھر اِن کا انتقال خلافتِ عثمانؓ کے دَور میں ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ حکم طائف میں ایک طرف رہے تو مالی حالت دگر گوں ہو گئی ہوگی اور یہ زمانہ ایسا تھا کہ ہر فرد مستغنی ہو چکا تھا۔ احساس کمتری سے نکالنے کے لیے زیادہ اِمداد دے دی ہوگی جیسے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے حضرت عباسؓ نے مدینہ شریف آنے کے بعد اپنی پریشانی کا ذکر کیا کہ میں نے بدر کے موقع پر اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی (دونوں بدر کے موقع پر قید ہو گئے تھے) تو آپ نے انہیں اجازت دی کہ وہ اتنا مال لے لیں جتنا اُن سے اُٹھ سکے۔ (بخاری ج ۱ ص)

یہ اُس اعتراض کا جواب ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر اس معاملہ کی وجہ سے کیا گیا۔

پھر عبداللہ بن سعد ہی کی سرکردگی میں ''بربر'' کا علاقہ فتح ہوا۔ اس دفعہ اِن کے لشکر کی تعداد بیس ہزار تھی۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر بھی شامل تھے۔ ان کا بادشاہ ''جرجیر'' تھا۔ اُس کے لشکر کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بیس ہزار یا دو لاکھ تھی۔ اُس نے مسلمانوں کے پورے لشکر کا گھیرا ڈال لیا۔ اس موقع پر عبداللہ بن زبیر کی زبردست تدبیر اور شجاعت دیکھنے میں آئی۔ اُنہوں نے بادشاہ کو تاکا، اُس کے پاس پہنچ کر اُسے قتل کر کے اُس کا سر نیزے پر بلند کر دیا۔ یہ دیکھ کر بربر ایسے بھاگے جیسے پرندے اُڑ جاتے ہیں۔ (جاری ہے)

سلسلہ نمبر ۲۶ قسط : ۲

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

آغاز دَورِ فتن

عبداللّٰہ بن عامِر بن کرَیز۔ عثمان بن ارْوٰی بنتِ کرَیز۔ یہ دونوں حضرات کی قرابت ہے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو اِنہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ یہ ہمارے مشابہ ہے "ھٰذَا یَشْبَھُنَا"۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن مبارک اِن کے منہ میں ڈالا تو یہ چوستے گئے اور رسول اللہ ﷺ ڈالتے گئے۔ آپ نے اِرشاد فرمایا "اِنَّہٗ لَمُسْقی" اِسے سیراب کیا جائے گا۔ عبداللہ جہاں بھی پانی نکالنا چاہتے تھے نکل آتا تھا۔ اِن ہی نے نہر جاری کرائی تھی جسے "نہر ابن عامر" کہا جاتا ہے۔

اِنہوں نے پورا خراسان سجستان اور کرمان فتح کیا حتی کہ عزہ کے کنارے تک پہنچ گئے۔ ان ہی کے دَورِ اَمارت میں یزدجرد جو آخری شاہ فارس تھا، قتل ہوا۔

اِنہوں نے فتح خراسان کے لشکر میں نیشاپور سے احرام باندھا جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اِنہیں ملامت بھی کی۔ یہ اِس علاقہ سے جو مال غنیمت لے کر مدینہ پہنچے، وہ سب قریش اور انصار میں تقسیم کر دیا۔ میدانِ عرفات میں انہوں نے پانی کے حوض بنوائے اور عرفات کے لیے نہر کھدوائی۔ جنگ جمل میں یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے پھر یکسو ہو گئے۔ صفین میں شرکت ہی نہیں کی۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۲۷۲۔۲۷۳)

البدایہ میں ہے کہ یزدجرد کرمان سے شکست کھا کر بھاگا۔ وہ ''مَرْو'' جانا چاہتا تھا کہ راستہ میں ایک گاؤں میں اُسے کسی نے مارڈالا۔ اُس نے بیس سال حکومت کی تھی اور یہ اہل فارس کا دُنیا میں آخری بادشاہ تھا۔ (ج ۷ ص ۱۵۸۔۱۵۹)

ابن عامر نے مرو، طالقان، فاریاب، جوزجان، طخارستان فتح کیا۔ مرو کے لیے انہوں نے حضرت احنف بن قیس (جلیل القدر تابعی) کو بھیجا۔ انہوں نے فتح کر کے اقرع بن حابس کو جوزجان فتح کرنے کے لیے آگے بھیجا۔ اس میں بہت سے بہادر مسلمان شہید ہوئے پھر احنف خود بلخ کی طرف بڑھے اُسے فتح کیا۔ پھر سردی کی شدت کی وجہ سے آگے نہیں گئے۔ موسمِ سرما گذار کر عامر کے پاس واپس آئے۔ عامر سے لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں فارس، کرمان، سجستان اور خراسان کا آباد علاقہ فتح کرایا، اتنی فتوحات کسی کو میسر نہیں آئیں۔ اِس پر اُنہوں نے شکر کے لیے بیت اللہ کا احرام باندھا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۰)

اِنہوں نے ان کے احرام اور فتوحات کی تکمیل ۳۲ ھ میں ذکر کی ہے۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۰)

عبداللہ بن حازم نے خراسان کے عامل عبداللہ بن عامر کو معزول کردیا لیکن ان ہی دِنوں کفار کی طرف سے زبردست حملہ ہوا۔ وہ چالیس ہزار کا لشکر لائے۔ عبداللہ بن حازم کے پاس صرف چار ہزار کا لشکر تھا لیکن اِنہوں نے نہایت عمدہ جنگی تدبیر سے کام لے کر دشمن کو زبردست شکست دی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۱)

اِن کی صلاحیتیں اِس لیے ذکر کررہا ہوں کہ یہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اُن کی تقرری کے بارے میں اعتراض کا جواب ہیں۔

☆ ۲۸ ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری جہاد کر کے قبرص کا جزیرہ فتح کیا۔

اس میں اِن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سعد بھی اپنے لشکر سمیت شریک ہوئے۔ انہوں نے سات ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی۔ اِسی سال حبیب بن مسلمہ نے سُوریہ کے علاقہ پر جو اَرضِ رُوم کہلاتی ہے حملہ کیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت الفرافصہ سے نکاح کیا، وہ عیسائی تھیں۔ رُخصتی سے پہلے مسلمان ہوگئیں۔ اِسی سال حضرت عثمانؓ نے مدینہ شریف میں ''زوراء'' نامی مکان بنایا۔

☆ ۲۹ ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ سے معزول فرما کر وہاں عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ کو عامل مقرر فرمادیا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

ماموں زاد بھائی تھے۔ انہیں دو جنرلوں کے لشکروں کا سردار بھی بنادیا۔ اُس وقت عبد اللہ بن عامر کی عمر پچیس سال تھی۔

عبداللہ بن عامر نے اِس سال یااِس سے پہلے سال فارس کا علاقہ فتح کیا تھا۔

اِسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پر نماز میں قصرنہیں کیا جس پر صحابہ کرامؓ نے اعتراض کیا جن میں حضرت علی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہؓ تھے۔ حتی کہ ابنِ مسعودؓ نے کہا کیا اچھا ہوتا کہ میرے حصہ میں چار رکعت کے بجائے وہ دو رکعتیں آ تیں جو مقبول ہوتیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تو اِنہیں آپ نے جواب دیا کہ میں نے مکہ مکرمہ میں شادی کرلی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی مدینہ میں بھی ہے اور آپ کا قیام مدینہ ہی میں رہتا ہے جہاں کہ آپ کے اہل خانہ ہیں۔

آپ نے فرمایا طائف میں میرا مال ہے۔ میں حج سے فراغت کے بعد وہاں جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کے اور طائف کے درمیان تو تین دن کی مسافت ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا : کہ یمن کے کچھ لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ اقامت کی حالت میں بھی نماز کی دو ہی رکعتیں ہوتی ہیں تو شاید مجھے دو رکعتیں پڑھتا دیکھ کر میرے عمل کو دلیل بنا لیتے (اِس لیے میں نے قصرنہیں کیا اُتمام کیا ہے یعنی دونہیں چار رکعتیں پڑھی ہیں)۔

حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا : کہ جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی آیا کرتی تھی اور اس زمانہ میں لوگوں میں اسلام بھی کم تھا (اِس کے باوجود) آپ یہاں دو ہی رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر بھی یہاں دو ہی رکعتیں پڑھتے رہے اور اِسی طرح عمر بن الخطاب بھی۔ اور آپ خود بھی اپنی اَمارت کے (سابقہ) حصہ میں دو ہی پڑھتے رہے ہیں۔ اِس پر آپ خاموش ہوگئے۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۵۴)

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مسلک حنفی یہ ہے کہ جہاں کسی شخص نے شادی کی ہو تو بیوی کا وطن اُس کا وطن شمار ہوگا۔ وہ جب وہاں پہنچے گا چاہے ایک ہی دن ٹھہرے پوری نماز پڑھے گا قصر نہ کرے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مہاجر تھے۔ انہیں حج کے بعد تین دن سے زیادہ مکہ مکرمہ میں رہنے کی

اجازت ہی نہ تھی۔ اگر انہوں نے شادی نہ کی ہوتی تو قصر ہی فرماتے۔ مسلک حنفی کی مہتم بالشان کتاب مبسوط میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے قصر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مکی عورت سے شادی کر لی تھی۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ اِس گفتگو کے بعد حضرت عثمانؓ کے پیچھے چار رکعت ہی پڑھتے رہے۔

ابن اثیرؒ نے الکامل میں لکھا ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء میں بحوالہ امام شافعیؒ یہ روایت دی ہے (ج ۲ ص ۲۴۶)۔

☆ ۳۰ھ سعید بن العاصؓ نے طبرستان فتح کیا۔ اِس لشکر میں حضرت حسن، حضرت حسین، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن جعفر، عبد اللہ بن عباس اور حذیفہ بن الیمان اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ یہ لشکر متعدد شہروں سے گذرا۔ وہ سب بڑی بڑی رقوم جزیہ پر صلح کرتے گئے حتی کہ جرجان پہنچے وہاں جنگ ہوئی اور اِتنی شدید ہوئی کہ اِن حضرات کو صلوٰۃ خوف پڑھنی پڑی۔ سعید بن العاص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز کیسے پڑھائی تھی پھر اِس طرح انہوں نے پڑھائی۔ پھر اِس قلعہ والے دُشمنوں نے امان چاہی۔ (پھر کچھ ہی عرصہ بعد جزیہ دینے سے انکار کر کے بغاوت کر دی)۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۵۴)

سعید بن العاصؓ صحابی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ نہایت فصیح اللسان تھے اور قدرتی طور پر لہجہ میں جناب رسول اللہ ﷺ سے مشابہت تھی۔ صفین کے موقع پر یہ لڑائی میں شریک نہیں ہوئے، الگ رہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۵۰)

اِسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ سے معزول فرمایا۔ مدینہ شریف بلا لیا اور مدینہ سے سعید بن العاص کو اِن کی جگہ گورنر بنا کر بھیج دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کوفہ میں فجر کی نماز نشہ کی حالت میں پڑھائی، اِس پر انہیں مدینہ بلایا گیا اور حد لگائی گئی۔

ولید بن عقبہ یا کسی بھی ایسے شخص سے جب کوئی غلطی ہوئی یا اُس کے ساتھ حسن سلوک کیا گیا کہ جسے جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں برا کہا گیا تھا۔ تو اُس کی برائی کو بہت اُچھالا گیا۔ ولید کے بارے میں بھی اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ کا لفظ آیا تھا۔ (سورۂ حجرات پ ۲۶)

اِس لیے اِن کے اِس واقعہ پر مدینہ شریف میں بھی اور ہر جگہ لوگ کچھ جلد بازی کرنے لگے۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ :

اِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرِمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ قَالَا (لِعُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ) مَا یَمْنَعُكَ اَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِاَخِیْهِ الْوَلِیْدِ فَقَدْ اَكْثَرَ النَّاسُ فِیْهِ فَقَصَدْتُّ لِعُثْمَانَ حِیْنَ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ. قُلْتُ اِنَّ لِیْ اِلَیْكَ حَاجَةً وَهِیَ نَصِیْحَةٌ لَّكَ قَالَ یَا اَیُّهَا الْمَرْءُ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ اُرَاهُ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ .

حضرت مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وعنہم کے بھانجے عبیداللہ سے کہا کہ تم اپنے ماموں سے اِن کے بھائی ولید کے بارے میں کیوں بات نہیں کرتے کیونکہ لوگ حضرت عثمانؓ کے بارے میں بہت باتیں بنارہے ہیں۔ (عبیداللہ کہتے ہیں) میں نے حضرت عثمانؓ سے اِس بارے میں گفتگو کا اِرادہ کیا جب وہ نماز کے لیے نکلے تو میں نے عرض کیا مجھے جناب سے کام ہے اور وہ جناب ہی کے لیے نصیحت (وخلوص) کا کام (مشورہ) ہے۔آپ نے اِنہیں جواب دیا اے آدمی ! میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔عدی کہتے ہیں میں واپس چلا آیا۔

جب میں نے نماز پڑھ لی تو میں مسورؓ اور عبدالرحمٰنؓ کے پاس آیا اور انہیں اپنی گفتگو اور حضرت عثمانؓ کا جواب سنایا۔ان دونوں نے کہا کہ تم نے تو اپنی ذمہ داری پوری کردی، میں ابھی اِن کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ حضرت عثمانؓ کا آدمی مجھے بلانے آیا۔ پھر حدیث شریف میں اِن کی گفتگو آئی ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ان سے کبھی کھوٹا معاملہ نہیں کیا نہ کبھی اِن کی نافرمانی کی۔کیا جس طرح اِن کا حق مجھ پر تھا ویسا ہی میرا حق آج تم لوگوں پر نہیں ہے (کہ ذرا صبر وتحمل سے کام لو،اعتراضات اور زبان درازی نہ کرو اور دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں، غلط کام تو کروں گا نہیں)

عبیداللہ نے جواب دیا ضرور آپ کا ہم پر ایسا ہی حق ہے۔آپ نے فرمایا :

فَمَا هٰذِهِ الْاَحَادِیْثُ الَّتِیْ تَبْلُغُنِیْ عَنْكُمْ فَاَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِیْدِ فَسَنَأْخُذُ فِیْهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ قَالَ فَجُلِدَ الْوَلِیْدُ اَرْبَعِیْنَ جَلْدَةً وَاَمَرَ

عَلِیًّا اَنْ یَجْلِدَہٗ وَ کَانَ ھُوَ یَجْلِدُہٗ. (بخاری ج۱ص ۵۲۲. و ۴۶. ۴۷)

پھر تم لوگوں کی یہ کیا باتیں ہیں جو مجھے پہنچتی رہتی ہیں۔ بہر حال جو تم نے ولید کے بارے میں ذکر کیا ہے تو انشاء اللہ اِس معاملہ میں ہم جو حق ہوگا وہ کریں گے۔عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر ولید کے (دو جہد والے کوڑے سے) چالیس کوڑے لگائے گئے۔آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور حضرت علیؓ ہی کوڑے لگوانے کے انچارج تھے (انہوں نے عبداللہ بن جعفرؓ سے لگوائے اور خود شمار کرتے رہے)۔

جس وقت قرآنِ پاک کی آیت کا نزول ہوا تھا اُس میں ولید کی اُس وقت کی حالت کا ذکر تھا، ہمیشہ کا نہیں صحابۂ کرامؓ یہی مطلب سمجھے تھے۔ ورنہ حضرت عمرؓ اِن کو کیوں حاکم مقرر کرتے۔ اِس لیے انہیں کسی بھی جگہ کے حاکم بنانے میں حضرت عثمانؓ پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔البتہ کوفہ سے حضرت سعدؓ کو ہٹا کر اِنہیں اُن کی جگہ مقرر کرنے پر لوگوں میں چہ مگوئیاں ہوئیں جیسا کہ اُسد الغابہ میں ہے۔ کیونکہ عمر مرتبہ اور تجربہ میں ولید کا اِن سے کوئی مقابلہ نہ تھا۔شہادت عثمانؓ کے بعد یہ رقہ چلے گئے تھے وہیں رہے اور حضرت علیؓ و معاویہؓ سے یکسو رہے حتی کہ وہیں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۴۳) حافظ ابن حجرؒ اِن کے بارے میں برائی سے روکنے کے لیے لکھتے ہیں :

وَالرَّجُلُ فَقَدْ ثَبَتَتْ صُحْبَتُہٗ وَلَہٗ ذُنُوْبٌ اَمْرُھَا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالصَّوَابُ اَلسُّکُوْتُ. وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ. (تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۴۴)

یہ آدمی ایسے ہیں کہ اِن کی صحابیت ثابت ہے اور اِن کے جو گناہ ہیں اُن کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔صحیح یہ ہے کہ سکوت کیا جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اِسی سال یعنی ۳۰ھ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک سے اَرِیْس نامی کنویں میں جناب رسول اللہ ﷺ کی مبارک انگوٹھی گر گئی۔ یہ کنواں اُس زمانہ میں مدینہ شریف کی آبادی سے دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ انگوٹھی جناب رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں رہی تھی پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مبارک ہاتھوں میں رہی تھی پھر چھ سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک میں رہی۔ اِس کی بہت تلاش کی گئی۔آپ نے بہت روپیہ خرچ کیا۔کنویں میں پانی بھی تھوڑا ہی تھا لیکن وہ نہ مل سکی۔

اسی سال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہوا اور وہ شام سے مدینہ شریف واپس آ گئے ۔(البدایہ ج ۷ ص ۱۵۴)

☆ ۳۱ھ میں کسریٰ قتل کر دیا گیا وَھُوَ آخِرُ مُلُوْکِ الْفُرُسِ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْاِطْلَاقِ.

یہ دُنیا میں علی الاطلاق آخری فارسی بادشاہ تھا۔اور حبیب بن مسلمہ نے آرمینیا کا علاقہ فتح کر لیا۔

اسی سال غزوہ صواری ہوا۔ یہ بحری لڑائی تھی ۔حضرت عبداللہ بن سعد امیر تھے۔اُدھر قسطنطین بن ھرقل خود آیا تھا۔کفار کے پانچ سو بحری جہاز تھے۔اس میں بہت شدید لڑائی کے بعد فتح ہوئی۔ قسطنطین زخمی ہو گیا۔کافی بعد تک زیر علاج رہا۔

اس میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن حذیفہ بھی شریک تھے۔زبردست لڑائی لڑی لیکن عبداللہ بن سعد سے الگ الگ رہ کر۔

محمد بن ابی بکر اور محمد بن حذیفہ نے حضرت عثمانؓ پر نکتہ چینی شروع کی ۔ اِن کی خامیاں اور عیوب گناتے تھے جن اُمور میں اِنہوں نے حضرت ابوبکر و عمر کے خلاف اپنی رائے سے عمل کیا تھا وہ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہے کیونکہ انہوں نے عبداللہ بن سعد کو جو مرتد و کافر ہو گئے تھے،جن کا خون رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے وقت) مباح کر دیا تھا(کہ مکہ مکرمہ میں جسے اور جہاں ملیں وہ مار دے)اور جن لوگوں کو جناب رسول اللہ ﷺ نے نکال دیا تھا اُنہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا عامل مقرر کیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بڑے بڑے صحابہ کرام کو معزول کر دیا اور سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر کو مامور کر دیا۔

عبداللہ بن سعد کو یہ اطلاع ملی تو اُنہوں نے اِنہیں بلا کر پہلے تو جہاد میں ساتھ شریک ہونے سے منع کر دیا تھا(مگر یہ اَز خود شریک ہو کر رہے)اور کہا :

لَوْلَا لَااَدْرِیْ مَایُوَافِقُ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَعَاقَبْتُکُمَا وَحَبَسْتُکُمَا. (البدایہ ج ۷ ص ۱۵۸)

اگر یہ حال نہ ہوتا کہ مجھے پتہ نہیں کہ امیر المؤمنین کی طبع مبارک کے مناسب کیا ہوگا تو میں تمہیں سزا دیتا اور قید کر دیتا۔

اِس میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن حذیفہ کے نام آئے ہیں۔ دونوں ایسے صحابہ کی اولاد ہیں کہ خود تعارف ہوجاتا ہے لیکن اُس وقت فتنہ سے شدید طرح متاثر تھے۔ محمد بن ابی بکر تو عبادت و ریاضت بھی کرتے تھے، ان سے صحاح میں روایت بھی لی گئی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص۸۱)

☆ ۳۲ھ میں اہل الکوفہ اور اہل شام کے مابین پہلی بار اختلاف پیدا ہوا۔ جس کا قصہ یہ ہے کہ سعید بن العاص نے جو کوفہ کے گورنر تھے۔ سلمان بن ربیعہ کو ایک لشکر دیا اور انہیں جہاد کا حکم دیا اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو جو اُس علاقہ میں اِن کے نائب تھے اُن کی امداد کا حکم دیا۔ سلمان نے بلنجر پہنچ کر محاصرہ کرلیا اور منجنیقیں اور عَرّ ادَاتْ (یعنی آگ پھینکنے کے آلے) نصب کرکے استعمال کیے۔

اہل بلنجر قلعہ سے نکلے اور اِن کی امداد تُرک کر رہے تھے، وہاں شدید لڑائی ہوئی۔ اس سے پہلے ترک مسلمانوں سے ڈرا کرتے تھے۔ اِن کا خیال تھا کہ یہ مرتے نہیں ہیں لیکن اِس کے بعد اُن کا حوصلہ کھل گیا۔ اس لڑائی میں عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہوگئے۔ انہیں ذوالنون کہا جاتا تھا۔ ان کا جسد ترک لے گئے اور اپنے پاس دفن کرلیا۔ وہاں وہ اب بھی دُعاء استسقاء کرتے ہیں۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی۔ ان کے دو حصے ہوگئے۔ ایک حصہ ''خرز'' کے علاقہ میں چلا گیا اور لشکر کا دوسرا حصہ ''جیلان'' اور ''جرجان'' کی طرف چل پڑا۔ ان میں حضرت ابوہریرہ اور حضرت سلمان فارسی بھی تھے رضی اللہ عنہم۔

حضرت سعید بن العاص نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی شہادت کے بعد اس فرع (سیکٹر) کا سلمان بن ربیعہ کو امیر بنا دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو پہنچانے کا حکم دیا۔ ان کے امیر حبیب بن مسلمہ تھے۔ جب یہ وہاں پہنچے تو یہ اختلاف ہوا کہ اب امیر سلمان ہوں گے یا حبیب۔ اس معاملہ میں بات بڑھی۔ اہل کوفہ کہتے تھے کہ یہ علاقہ اور محاذ ہمارا ہے آپ امداد کے لیے آئے ہیں۔

فَإِنْ تَضْرِبُوْا سَلْمَانَ نَضْرِبْ حَبِيْبَكُمْ ۔۔۔ وَإِنْ تَرْحَلُوْا نَحْوَ ابْنِ عَفَّانَ نَرْحَلْ
وَإِنْ تُقْسِطُوْا فَالثَّغْرُ ثَغْرُ اَمِيْرِنَا ۔۔۔ وَهٰذَا اَمِيْرٌ فِي الْكِتَابِ مُقْبِلْ
وَنَحْنُ وُلَاةِ الثَّغْرِ كُنَّا حُمَاتِهِ ۔۔۔ لَيَالِيَ نَرْمِيْ كُلَّ ثَغْرٍ وَ نَنْكُلْ

(البدایہ ج ۷ ص ۱۶۰)

اِسی سال حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات

ہوئی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی؟ وہ اُن آٹھ حضرات میں سے ایک ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی، عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں، اصحابِ شوریٰ میں ہیں (جنہیں حضرت عمرؓ نے اپنی وفات کے وقت اگلے خلیفہ کے انتخاب کے لیے نامزد کیا تھا کہ اِن چھ حضرات میں سے جو مبشرین بالجنہ ہیں کسی ایک کا انتخاب کرلیا جائے۔ عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم آپ ہی نے حضرت عثمانؓ کا انتخاب کیا تھا)۔

ایک دفعہ کسی بات پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی تکرار ہوگئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اور دُوسرے بعد میں اسلام قبول کرنے والے صحابہؓ کو ہدایت فرمائی اور اِن سابقین کا درجہ بتلایا۔ اِرشاد ہوا :

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْاَنْفَقَ اَحَدُکُمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَابَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَانَصِیْفَہٗ۔

میرے صحابہؓ کو برامت کہو۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو خدا کے نزدیک اُن کے ایک مُدّ کی برابر کیا اُس کے نصف کی برابر بھی نہیں پہنچے گا۔

عرب میں مُد ساڑھے سڑسٹھ تولے کا پیمانہ تھا۔ چار مُد کا ایک صاع ہوتا تھا۔

اِسی سال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۳، ۱۶۴)

حبیب بن مسلمہ فہری قرشی ہیں۔ اُن کے صحابی ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت یہ بارہ سال کے تھے۔ اہل مدینہ کہتے ہیں کہ اِنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہیں سنی اور اہل شام کہتے ہیں سنی ہے۔ مکحولؒ فرماتے ہیں میں نے فقہاء سے دریافت کیا کہ کیا حبیبؓ صحابی تھے تو وہ اِس بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ پھر میں نے اُن کی قوم کے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ صحابی تھے۔ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۹۱)

سلمان بن ربیعہ باہلی ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ صحابی تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ سے اِن کی روایات ہیں۔ ابوحاتم اور عقیلی نے

انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ حضرت ابواُمامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتوحات شام میں جہاد کرتے رہے ہیں پھر عراق میں رہنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر فرمادیا، کوفہ کے سب سے پہلے قاضی یہی تھے۔ ہر سال حج کرتے تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ کے دَور میں ارمینیہ میں جہاد کیا۔ وہاں بلنجر میں شہید ہوگئے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۳۶)

جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ نے وصیت کی تھی کہ اہل بدر میں سے جو حضرات زندہ ہیں اُن میں سے ہر ایک کو چار چار سو دینار ترکہ میں سے دے دیے جائیں۔ اُس وقت اہلِ بدر شمار کیے گئے وَکَانُوْا مِأَةً تو یہ حضرات ایک سو تھے۔ سب ہی نے اِن کا یہ عطیہ قبول کیا حتی کہ حضراتِ عثمانؓ وعلیؓ نے بھی فَاَخَذُوْھَا حَتّٰی عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ اور اُمہات المؤمنین کے لیے الگ اِسی طرح بہت بڑی رقم کی وصیت فرمائی۔ رضی اللہ عنہ وعنہم۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۴)۔ (جاری ہے)

درسِ حدیث

کریم پارک اور ڈیفنس

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 4:30 بمقام بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ میں اور ہر مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 4:30 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاوسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔

خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ رابطہ نمبر : 042 - 7726702

0333 - 4300199 - 042 - 5027139

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہوسکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کرلیا کریں۔ شکریہ

سلسلہ نمبر۲۶ قسط : ۳ ، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

آغاز دَورِ فتن

☆ ۳۳ھ ظہورِ فتنہ :

اِس سال امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے قراء کوفہ کے ایک گروہ کو صوبہ بدر کر کے شام بھیج دیا۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ اِن قاریوں نے سعید بن عامر کی مجلس میں بہت بُری باتیں کیں۔ اُنہوں نے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ اِن لوگوں کو یہاں سے شام بھجوادیں (جلاوطن کردیں)۔

حضرت عثمانؓ نے امیر شام حضرت معاویہ ؓ کو تحریر فرمایا کہ قراء کوفہ جلاوطن کر کے تمہارے پاس بھیجے جارہے ہیں اُنہیں ٹھہراؤ، اُن کا اکرام کرو اور اُن سے اُلفت سے پیش آؤ فَاَنْزِلْھُمْ وَاَکْرِمْھُمْ وَتَاَلَّفْھُمْ. جب یہ لوگ آئے تو حضرت معاویہؓ نے اِنہیں ٹھہرایا، اکرام کیا اُن کے ساتھ ایک نشست (میٹنگ) رکھی۔ اُنہیں وعظ کیا، نصیحت فرمائی کہ جماعت کی پیروی کریں اور الگ ہٹ کر دُور ہو کر رہنے کا جو اِرادہ کر رہے ہیں وہ چھوڑ دیں۔ اِس کے جواب میں اُن کی طرف سے گفتگو کرنے والے شخص نے جو جواب دیا اُس میں بدمزگی تھی، بہت برا جواب تھا جو حضرت معاویہؓ نے اپنی حلیمانہ طبیعت کی وجہ سے برداشت کرلیا۔ حضرت معاویہؓ نے جوابی گفتگو میں قریش پر اُن کے اعتراض کا جواب دیا اور قریش کی تعریف کی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں بیان جاری رکھا۔

حضرت معاویہؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ :

تم لوگ عرب ہو، تمہارے پاس زبان بھی ہے سنان (تلوار) بھی۔ تم نے اسلام ہی کی وجہ سے یہ شرف حاصل کیا ہے کہ تمام اقوام پر تم غالب آ گئے۔ اُن کے مرتبے اُن کی میراث تمہیں مل گئی۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ قریش پر معترض ہو اور اگر قریش نہ ہوں تو تم پھر سے اُسی طرح ذلیل ہو جاؤ جیسے پہلے تھے۔ تمہارے امام (حکام وخلیفہ) تمہارے لیے ڈھال ہیں۔ تم اپنی ڈھال کو مت رَوکو (ناکارہ نہ کرو) آج تو تمہارے حکام تمہاری زیادتی برداشت کرتے ہیں اور تمہاری ذمہ داریاں اُٹھاتے ہیں، تم اُس بات سے رُک جاؤ جو تم نے شروع کی ہے۔ (محبّ الدین علی العواصم عن الطبری ص ۱۲۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اور اِن کی اصلاح کی سعی فرمائی لیکن وہ اور سرکشی اختیار کرتے گئے، تلخی ہی بڑھتی گئی۔ اُس وقت حضرت معاویہؓ نے اِنہیں اپنے شہر شام کے صوبہ ہی سے نکل جانے کا حکم دے دیا تاکہ کم سمجھ عوام کے ذہن کو خراب نہ کریں، اُن کی گفتگو میں اندر سے جو بات نکل کر آتی تھی وہ قریش پر اعتراضات کی تھی کہ قریش کو جو کرنا چاہیے وہ نہیں کر رہے۔ دین کی مضبوطی اور مفسدین کے قلع قمع کرنے میں کوتاہی کر رہے ہیں۔ ایسی باتوں سے اُن کا مقصد عیب جوئی اور لوگوں کی نظر میں درجہ گھٹانا اور تحقیر تھا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۵)

یہ حضرت عثمان اور سعید بن العاص کو بہت برا کہتے تھے۔ یہ نو یا دس آدمی تھے۔ اِن میں کمیل بن زیاد، اشتر نخعی جس کا نام مالک (بن زید) تھا، ابن الکواء یشکری، ثابت بن قیس بن منقع نخعی، جُنْدُب بن زُہیر الغامدی، جندب بن کعب الازدی، عُرْوَۃ بن الجعد البارقی، صعصعہ کے ساتھ اُس کا بھائی زید بن صوحان بھی تھا اور ایک صحابی عمرو بن الحمق الخزاعی کا نام بھی لکھا ہے کہ وہ بھی اِن کے ساتھ تھے۔ (محبّ الدین علی العواصم ص ۱۲۰)

جن حضرات کے یہ نام ہیں اُن میں سے جن لوگوں کے حالاتِ زندگی معتبر کتابوں میں مل سکے ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں تاکہ یہ اندازہ کرنا آسان ہو جائے کہ یہ لوگ خود کیا تھے اور کس طرح مبتلاء فتنہ ہو گئے تھے کیونکہ اِن میں صحابہؓ بھی ہیں۔

☆ عبداللہ بن بُدیل رضی اللہ عنہ :

یہ صحابی ہیں۔ اِن کو اور اِن کے بھائی محمد بن بدیل کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنا پیغام دے کر اہلِ یمن کے پاس بھیجا تھا۔ وَھُمَا رَسُوْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَھْلِ الْیَمَنِ.

وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْھِمَا بُدَیْلِ بْنِ وَرْقَآءَ وَرَدَا فِیْ عَسْکَرِ عَلِیٍّ حِیْنَ سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ. (تاریخ خطیب بغدادی ج ۱ ص ۲۰۴)

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن کے والد حضرت بدیل بن ورقاء کے نام والا نامہ تحریر فرمایا تھا۔ یہ مدائن (بغداد کے علاقہ) میں اُس وقت آئے تھے جب (بصرہ سے) حضرت علیؓ صفین روانہ ہوئے۔

☆ جُنْدُبُ الْخَیْرِ الْاَزْدِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

جُنْدُبُ الْخَیْرِ الْاَزْدِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الْعَامِرِیُّ قَاتِلُ السَّاحِرِ یُکَنّٰی اَبَاعَبْدِ اللّٰہِ لَہٗ صُحْبَۃٌ.

جندب الخیر ازدی عامری قاتل ساحر ہیں، اِن کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ یہ صحابی ہیں، انہیں جندب بن زہیر، جندب بن عبداللہ اور جندب بن کعب بن عبداللہ بھی کہا جاتا ہے۔

انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کی ہے: حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَۃٌ بِالسَّیْفِ جادوگر کی سزا تلوار سے مار دینا ہے۔

اِنہوں نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے حارثہ بن وھب نے جو صحابیؓ ہیں اور حسن بصری، عثمان النہدی اور عبداللہ بن شریک العامری اور دیگر حضرات۔

علی بن عبدالعزیز نے کہا کہ ابوعبید نے فرمایا کہ جندب الخیر تو جندب بن عبداللہ ابن ضبہ ہیں۔ اِس نام کے دُوسرے جندب بن کعب قاتل ساحر ہیں۔ تیسرے جندب بن عفیف ہیں اور چوتھے جندب بن زُہیر ہیں اور وہ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے پیدل سپاہیوں کے کمانڈر تھے۔ یہ چاروں ازدی حضرات صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور وہیں شہید ہوئے۔

امام ترمذیؒ نے اِن کی روایت دی ہے۔ آخر میں ابن حجر فرماتے ہیں کہ :

قُلْتُ ذَكَرَ الْعَسْكَرِيُّ اَنَّهٗ مَاتَ فِيْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ وَذَكَرَهٗ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ ثِقَاتِ التَّابِعِيْنَ وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي الْمَعْرِفَةِ مَايَدُلُّ عَلٰى صُحْبَتِهٖ. (تهذيب التهذيب ج ۲ ص ۱۱۸. ۱۱۹)

عسکری نے ذکر کیا ہے کہ اِن کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں ہوئی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ جو چیزیں اِن کے صحابی ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ ہم نے المعرفہ میں بیان کردی ہیں۔

○ عُرْوَةُ بْنُ الْجَعْدِ وَيُقَالُ ابْنُ اَبِي الْجَعْدِ. وَيُقَالُ عُرْوَةُ بْنُ عِيَاضِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ الْاَزْدِيُّ الْبَارِقِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَهٗ صُحْبَةٌ. سَكَنَ الْكُوْفَةَ وَبَارِقٌ جَبَلٌ نَزَلَهٗ سَعْدُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ مَازِنٍ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ.

عروہ بن الجعد، اِنہیں ہی ابن ابی الجعد اور عروہ ابن عیاض بن ابی الجعد کہا جاتا ہے، یہ ازدی بارقی ہیں، یہ صحابی ہیں، کوفہ میں رہنے لگے تھے اور بارق ایک پہاڑ کا نام ہے وہاں سعد بن عدی بن مازن رہتے تھے۔ اُنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے۔

اِن سے روایات لینے والے (شاگرد) **شبیب بن غرقد، شعبی، عیزار بن حریث، ابولبید، قیس بن ابی حازم ،ابواسحاق السبیعی، سماك بن حرب، نعیم بن ابی هند** اور دیگر حضرات ہیں۔

ابن برقی کہتے ہیں کہ اِن سے تین روایات منقول ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ اِن کے ساتھ سلیمان بن ربیعہ کو مددگار لگایا تھا اور یہ شریح قاضی سے پہلے کی بات ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے پہلے کوفہ کے قاضی عروۃ بن الجعد البارقی تھے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ : یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عروہ بن عیاض بن

ابی الجعد کو کوفہ کا حاکم بنادیا تھا تو شاید وہ کوئی اور صاحب ہوں۔

ابن مدینی ؒ نے نام کی اصلاح کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عروۃ بن الجعد کہنا غلط ہے۔ یہ ابن ابی الجعد ہیں۔ ابن حبان نے عروۃ بن الجعد بن ابی الجعد لکھا ہے۔ ابن قانع کہتے ہیں کہ ابو الجعد کا نام سعد ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۷۸)

○ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ :

عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ ابْنُ الْکَاھِنِ وَیُقَالُ کَاھِلُ بْنُ حَبِیْبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْقَیْنِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ کَعْبِ الْخُزَاعِیُّ. لَہٗ صُحْبَۃٌ سَکَنَ الْکُوْفَۃَ ثُمَّ انْتَقَلَ اِلٰی مِصْرَ وَکَانَ قَدْ شَھِدَ مَعَ عَلِیٍّ حُرُوْبَہٗ وَقُتِلَ بِالْحَرَّۃِ .

یہ صحابی ہیں کوفہ میں رہنے لگے تھے پھر منتقل ہو کر مصر چلے گئے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ اُن کی تمام جنگوں میں رہے اور حرہ میں قتل ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرہ سے پہلے ۵۰ھ میں قتل کیے گئے۔

خلیفہ کہتے ہیں کہ موصل میں ۵۱ھ میں قتل ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عثمان الثقفی نے انہیں قتل کیا اور اِن کا سر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔

خلیفہ کے علاوہ دُوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت میں انتشار پیدا کیا۔

رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے رفاعۃ بن شداد القتبانی، عبداللہ بن عامر المعافری، جبیر بن نفیر الحضرمی، ابو منصور مولی الانصار اور دُوسرے حضرات نے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : یہ صحابی جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال سے کچھ ہی زیادہ زندہ رہے ہیں۔ ہاں اُس وقت اُن کی عمر اَسی سال ہوگئی ہو یہ ممکن ہے، واللہ اعلم۔

ابن حبان نے صحابہؓ کے حالات میں اِن کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد موصل جا رہے تھے (راستہ میں) ایک غار میں گئے۔ وہاں اُن کے سانپ نے کاٹ لیا اِس سے وفات

ہوگئی۔ موصل کے حاکم نے اِن کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس بھیجا۔ زیاد نے اِسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۴)۔ اِن کے متعلق مزید حالات جابجا آئیں گے۔

○ **کُمَیْل :**

کُمَیْلُ بْنُ زِیَادِ بْنِ نَہِیْكِ بْنِ الْھَیْثَمِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ صَھْبَانَ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّخْعِ انہوں نے حضرات عمر، علی، عثمان، ابن مسعود، ابومسعود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہیں اور اُن سے ابواسحاق سبیعی، عباس بن ذُریح، عبداللہ بن یزید الصھبانی، عبدالرحمٰن بن عابس اور اعمش وغیرہم نے روایت لی ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔ صاحب شرف تھے۔ اپنی قوم کے مطاع تھے (قوم اُن کی اطاعت کرتی تھی) یہ ثقہ تھے۔ حدیث کم روایت کرتے تھے۔ حجاج نے اِنہیں قتل کردیا **وَکَانَ شَرِیْفًا مُّطَاعًا فِیْ قَوْمِہٖ قَتَلَہُ الْحَجَّاجُ وَکَانَ ثِقَةً قَلِیْلَ الْحَدِیْثِ .**

یحیٰی بن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ عجلی کہتے ہیں یہ کوفی ہیں، تابعی ہیں، ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں اور مدائنی نے کوفہ کے عبادت گزار لوگوں میں اِن کا شمار کیا ہے **وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِی الضُّعَفَآءِ لَایُحْتَجُّ بِہٖ.** البتہ قابل احتجاج نہیں ہیں۔

خلیفہ نے کہا ہے کہ انہیں حجاج نے ۸۲ ھ میں قتل کردیا۔

یحیٰی بن معین فرماتے ہیں کہ ۸۸ ھ میں اِن کا انتقال ہوا ہے۔ اُس وقت اِن کی عمر ستر سال تھی۔

ابن عمار نے انہیں رافضی کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ ثقہ شخص ہیں۔ حضرت علیؓ کا ساتھ دینے والوں میں ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج۸ ص ۴۴۸)

○ **صَعْصَعَۃُ :**

صَعْصَعَۃُ بْنُ صَوْحَانَ الْعَبْدِیُّ اَبُوْعُمَرَ وَیُقَالُ اَبُوْطَلْحَةَ صُعْصُعَۃُ پیش کے ساتھ بھی نام ذکر کیا گیا ہے۔ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ حضرات عثمان، علی اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایات لی ہیں۔ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں ایک حصہ کے کمانڈر رہے۔

اِن سے روایات لینے والے ابواسحاق السبیعی، ابن بریدہ، شعبی (اُستاذ امام اعظم ابوحنیفہؒ) مالک

بن عمیر منھال بن عمرو وغیرہ اہم ہیں۔

ابنِ سعد کہتے ہیں ثقہ تھے۔ حدیثیں کم بیان کرتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے دَور خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔ ابن عبد البرؒ نے ان کا نام صحابہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن زیارت سے مشرف نہیں ہوئے۔ سردار تھے، فصیح اللسان تھے، خطیب تھے اور دیندار تھے۔ شعبیؒ فرماتے ہیں میں اِن سے خطبے سیکھا کرتا تھا اور عبداللہ بن بُریدہ کی روایت صعصعۃ سے سنن ابی داؤد میں موجود ہے کتاب الادب باب قول الشعر میں۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۲۲)

○ مَالِكُ بْنُ الْاَشْتَرِ النَّخْعِيُّ.

نَخَعْ قبیلہ سے تھا جو یمن کے قبائل مذحج میں سے ایک ہے۔ محبّ الدین لکھتے ہیں : بَطَلٌ شُجَاعٌ مِنْ اَبْطَالِ الْعَرَبِ عرب کے زورآور بہادروں میں سے پہلوان شخص تھا۔ اُس نے سب سے پہلے جس معرکہ میں شرکت کی وہ معرکۂ یرموک تھا۔ اِسی میں اُس کی ایک آنکھ کام آئی۔ اور اگر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نظامِ خلافت برہم کرنے والوں میں نہ ہوتا اور اُس کی لڑائیاں دعوت اسلام پھیلانے اور فتوحات کے لیے رہتیں تو لَكَانَ لَهٗ فِي التَّارِيْخِ شَأْنٌ آخَرُ تو تاریخ میں اُس کی اور ہی شان ہوتی۔ (محبّ الدین علی العواصم من القواصم ص ۱۱۷)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ بْنِ مَسْلَمَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَذِيْمَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّخْعِ النَّخْعِيُّ الْكُوْفِيُّ الْمَعْرُوْفُ بِالْاَشْتَرِ .

اِنہوں نے زمانۂ جاہلیت بھی پایا ہے۔ حضرات عمر، علی، خالد بن الولید، ابوذر اور اُم ذرّ رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ اِن سے اُن کے بیٹے ابراہیم، ابوحسان الاعرج، کنانۃ مولی صفیہ، عبد الرحمٰن بن یزید، علقمۃ بن قیس اور مخرمۃ بن ربیعہ نخعی حضرات اور عمرو بن غالب الہمدانی نے روایات لی ہیں۔

ابنِ سعد نے اِن کو تابعین کوفہ کے طبقۂ اوّل میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت علیؓ کے ساتھی تھے۔ جمل صفین اور اُن کے تمام معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت علیؓ نے اِن کو مصر کا والی مقرر کیا۔ جب یہ قلزم پہنچے تو وہاں شہد کا گھونٹ پیا اور انتقال کر گئے۔

عجلی کہتے ہیں اہل کوفہ میں ہیں، تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ معرکۂ یرموک میں شریک ہوئے۔ اُس دن اِن کی آنکھ کام آگئی۔ یہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے فتنہ کے زمانہ میں (مبتلاء فتنہ ہوکر) کام کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نظام کو درہم برہم کیا اور آپ کے حصار کے وقت وہاں (مدینہ شریف میں) موجود تھا۔

ابن یونس نے کہا حضرت علیؓ نے اِنہیں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے بعد والی مصر مقرر فرمایا۔ وہ روانہ ہوئے حتی کہ قلزم پہنچے، وہاں اِن کی وفات ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ زہر خورانی سے اِن کی موت ہوئی۔ یہ رجب ۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن کی قوم کو اِن کے انتقال کی خبر دی اور اِن کے بارے میں اچھے تعریفی کلمات فرمائے۔

مھنأ کہتے ہیں میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اَشتر کے بارے میں پوچھا **يُرْوٰى عَنْهُ الْحَدِيْثُ**؟ کیا اِن سے کوئی حدیث مروی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں **قَالَ لَا**.

امام احمدؒ کا مقصد مالک اَشتر کو ضعیف کہنا نہیں تھا۔ انہوں نے صرف اِن سے روایت منقول ہونے کی نفی کی ہے۔ اِن کا تذکرہ امام بخاریؒ کی تعلیق کے ضمن میں آتا ہے جو صلوۃ الخوف کے باب میں ہے :

قَالَ قَالَ الْوَلِيْدُ ذَكَرْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ صَلٰوةَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ السَّمْطِ وَاَصْحَابِهٖ عَلٰى ظَهْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ كَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اِذَا تُخُوِّفَ الْفَوْتُ، اِنْتَهٰى .

وَهٰذَا الْاَثَرُ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ اَبِىْ سَلِمَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ قَالَ شُرَحْبِيْلُ بْنِ السَّمْطِ لِاَصْحَابِهٖ لَا تُصَلُّوْا صَلٰوةَ الصُّبْحِ اِلَّا عَلٰى ظَهْرٍ فَنَزَلَ الْاَشْتَرُ فَصَلّٰى عَلَى الْاَرْضِ فَاَنْكَرَ عَلَيْهِ شُرَحْبِيْلُ وَكَانَ الْاَوْزَاعِيُّ يَأْخُذُ بِهٰذَا فِىْ طَلَبِ الْعَدُوِّ . (تهذيب التهذيب ج۱۰ ص ۱۲)

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ولید نے کہا میں نے اَوزاعی سے شرحبیل بن السمط اور اُن کے ساتھیوں کی نماز کا ذکر کیا جو سواری پر اَدا کی گئی تھی۔ اوزاعیؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اِسی طرح عمل کیا جائے گا جب نماز جاتے رہنے یا اپنی جان کے نقصان یا دُشمن کے بچ

نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

یہ (اثر) اُن کی روایت عمرو بن ابی سلمۃ نے اوزاعیؒ سے نقل کی ہے کہ شرحبیل بن السمط نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صبح کی نماز ضرور اپنی اپنی سواریوں پر ہی پڑھنا۔ اشتر اُترے، اُنہوں نے زمین پر پڑھی۔ شرحبیل نے اُن کے اِس فعل کو بُرا جانا۔ دُشمن کے پیچھے اگر مسلمان جارہے ہوں تو اوزاعیؒ فرماتے تھے کہ ایسے ہی کرنا چاہیے کہ اُتر کر نماز پڑھے۔ یہی امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ کا مسلک ہے۔

شرحبیل بن السمط کا صحابی ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۲۲) اِنہوں نے شام میں حمص فتح کیا تھا اور قادسیہ میں بھی شرکت کی تھی۔ (ایضًا تہذیب)

○ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ مُنَقَّعٍ النَّخْعِیُّ اَبُو الْمُنَقَّعِ الْکُوْفِیُّ

رَوٰی عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ فِی الْاِ بْرَادِ بِالظُّهْرِ وَعَنْهُ یَزِیْدُ بْنُ اَوْسٍ وَاَبُوْزُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ رَوٰی لَهُ النَّسَائِیُّ حَدِیْثًا وَّاحِدًا. قُلْتُ ذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ وَقَالَ رَوٰی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.(تهذیب التهذیب ج۲ ص ۱۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ظہر کو ٹھنڈے وقت ادا کرنے کی روایت کرتے ہیں۔ ان سے یزید بن اَوس اور ابوزُرعہ نے روایات لی ہیں۔ امام نسائیؒ نے اِن کی ایک حدیث لی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اِن کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی روایت لی ہے۔

یہ لوگ دمشق اور شام سے نکلے تو الجزیرہ (حران اور رقہ) میں داخل ہوگئے۔ وہاں عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید سے ملنا ہوگیا وہ اُن دِنوں الجزیرہ نامی حصہ میں نائب امیر تھے۔ انہوں نے انہیں ڈرایا دھمکایا۔ تو ان لوگوں نے معذرت کی اور اِس رَوش کو ترک کرنے اور رجوع کر لینے کا فیصلہ کرلیا۔ عبدالرحمٰن بن خالدؓ نے ان کے لیے دُعاء کی اور مالک الاشتر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے معذرت پیش کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی معذرت قبول

کرلی۔ ان کی سرزنش کا اِرادہ چھوڑ دیا اور انہیں اختیار دیا کہ جہاں وہ رہنا چاہتے ہیں بتلادیں تاکہ وہیں رہنے کا بندوبست کردیا جائے۔ تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس رہیں گے۔ جب یہ مدینہ سے واپس آئے تو اِتنے عرصہ میں عبدالرحمٰن الجزیرہ سے تبدیل ہوکر حمص جاچکے تھے۔ یہ لوگ بھی وہاں چلے گئے۔ انہوں نے اُن لوگوں کو ساحلی حصہ میں رہنے کا حکم دیا اور اُن کا وظیفہ جاری کردیا۔

دُوسری طرف بصرہ میں اِسی طرح کی ایک جماعت نے سر اُٹھایا۔ انہیں بھی حضرت عثمانؓ نے شام اور مصر بھیج دیا۔

غرض یہ مذکورہ بالا لوگ اور کوفہ و بصرہ کے گروپ وہی تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو پارہ پارہ کرنے، اُن کے دُشمنوں کی مدد، اُن کا درجہ گھٹانے اور بدکلامی اور عیب جوئی میں لگے رہے **وَھُمُ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ وَھُوَ الْبَارُّ الرَّاشِدُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ.** (البدایہ ج۷ ص ۱۶۶)

کہا جاتا ہے کہ جس وقت اشتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا تو اُسے کوفہ کے دوستوں کی طرف سے خط ملا جس میں اُس کو اور اُس کے ساتھیوں کو انہوں نے بلایا تھا۔ اشتر نے ساتھیوں سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا ہم یہیں ٹھہریں گے لہٰذا وہ وہیں رہے اور اشتر کوفہ چلا گیا۔

۳۴ھ جس میں فتنوں کی ہوا نے آندھی کی شکل اختیار کرلی :

اس سال اِن سب لوگوں نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منحرف ہوئے تھے، آپس میں خط و کتابت شروع کی۔ ایسے زیادہ لوگ کوفہ میں رہے یا کوفہ کے تھے جیسے مذکورہ بالا افراد جو کہ کوفہ سے نکال دیے گئے تھے۔ کوفہ کے لوگ سعید بن العاص کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن کے نظام کو درہم برہم کر دیا۔ اِنہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کردیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وفد تشکیل کرکے بھیجا جو اُن سے اِس بارے میں بحث و تمحیص کرے کہ ''انہوں نے بہت سے صحابۂ کرام کو معزول کرکے اپنے اَقرباء کو جو بنواُمیہ تھے اِن کی جگہ کیوں والی بنایا'' اِن کے بھیجے ہوئے یہ لوگ بات نہایت سخت طرح کرتے تھے۔ انہوں نے جاکر نہایت غلیظ و سخت اَنداز میں آپؓ سے باتیں کیں۔ مطالبہ کیا کہ اپنے حکام (عمال) کو معزول کرکے اُن کے علاوہ حکام (ائمہ) مقرر کریں۔ اِن کا اِس طرح آنا اور مطالبہ کرنا آپؓ پر بہت شاق گزرا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۷)

درحقیقت اِن لوگوں نے خاندانی عصبیت کو بھی اُبھارنا اور استعمال کرنا چاہا۔ اِس چیز کو حضرت عثمانؓ نے محسوس فرما کر پریشانی میں تمام سپہ سالاروں کو جو گورنرز بھی تھے طلب فرمایا تا کہ مشورہ کریں۔ حضرات معاویہ امیر شام، عمرو بن العاص امیر مصر، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح امیر مغرب (لیبیا، مراکش، الجزائر)، سعید بن العاص امیر کوفہ، عبداللہ عامر امیر بصرہ، سب آگئے۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ سب حضرات اپنی اپنی جگہ محاذوں کے انچارج بھی تھے۔

مشورہ میں عبداللہ بن عامر نے عرض کیا کہ ان معترضین کی جماعت کو جہاد کے لیے بھیج دیا جائے (کیونکہ یہ بھی سب مجاہدین تھے) تو اِس شر اُٹھانے سے یہ باز آجائیں گے اور میدانِ جہاد میں انسان کو اپنی پڑی ہوتی ہے، اپنے کپڑے ہتھیار اور جانور (سواری) کے کام میں لگا رہتا ہے۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اِن مفسدین کی جڑ ہی ماردی جائے۔ سزا دے کر ختم کردیا جائے۔ حضرت معاویہؓ نے مشورہ دیا کہ تمام عُمّال (حکام) کو اپنی اپنی جگہ بھیج دیا جائے اور اِن لوگوں کی طرف توجہ بھی نہ دی جائے (خاطر میں نہ لائیں) کیونکہ وہ تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔ اِن کی عسکری (لڑ سکنے کی) قوت کمزور تر ہے۔

حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے مشورہ دیا کہ اِن کی تالیف قلب کی جائے، اِس طرح کہ اِنہیں اتنا مال دیا جائے کہ اِن کے ذہن سے شر وفساد نکل جائے اور اِن کے دل جناب کی طرف مائل ہوجائیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کھڑے ہوگئے، انہوں نے کہا اَمَّابَعَدُ ! اے عثمان آپ نے لوگوں پر ایسی چیز مسلط کررکھی ہے جو انہیں پسند نہیں ہے۔ یا تو اِن کی ناپسند چیز کو ہٹادیں اور یا خود جا کر اپنے حکام کو وہاں جمائیں۔ انہوں نے اُس وقت سخت باتیں کیں پھر تنہائی میں معذرت چاہی اور کہا کہ میں نے یہ باتیں اس لیے کہی ہیں کہ یہ گورنر اپنی اپنی جگہ جا کر یہاں کی گفتگو نقل کریں گے۔ اُس وقت میری گفتگو بھی لوگوں تک پہنچے گی اِس سے لوگ آپ سے خوش ہوں گے۔ اُن کی اِس گفتگو کے بعد حضرت عثمانؓ نے اپنے حکام کو اپنی اپنی جگہ رہنے دیا اور اُن مخالفین کے لیے عطیات مالیہ کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اِن لوگوں کو مورچوں پر بھیج دیا جائے۔ اس طرح آپؓ نے اِن کے مشوروں پر عمل اختیار فرمایا۔

لیکن فتنہ کا اِنسداد ہوتے ہوتے ایک نیا فتنہ کھڑا ہوگیا، ہوا یہ کہ جب یہ حکام اپنی اپنی جگہ پہنچے

تو اہل کوفہ بگڑ گئے کہ ہم سعید بن العاص کو اندر نہ آنے دیں گے۔ انہوں نے مسلح ہو کر قسمیں کھائیں کہ ہم سعید کو اُس وقت تک کوفہ میں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک کہ حضرت عثمانؓ انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو امیر کوفہ نہ بنائیں۔ اُن کا یہ مسلح اجتماع جرعہ مقام پر ہوا تھا جو قادسیہ کے قریب ہے۔ یہ لوگ تیار ہو کر وہیں ٹھہرے رہے۔ اشتر نخعی نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم وہ ہمارے پاس اُس وقت تک نہیں آسکتے جب تک ہم میں تلوار اُٹھانے کی جان ہے۔

سعید اِن سے جنگ کرنے سے رُکے رہے۔ اور انہوں نے انہیں روک دینے کا پختہ عزم قائم رکھا۔ اُس روز مسجد کوفہ میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابومسعود عقبۃ بن عمرو جمع ہوئے۔ حضرت ابومسعودؓ فرمانے لگے وَاللّٰہِ سَعِیدُ بْنُ الْعَاصِ اُس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک خون نہ بہہ جائیں۔ تو حضرت حذیفہؓ فرمانے لگے واللہ وہ ضرور واپس چلے جائیں گے اور چلّو بھر بھی خونریزی نہ ہوگی۔ اور میں جو کچھ آج جان رہا ہوں وہ سب کچھ اُس وقت جان چکا تھا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ حیات تھے۔ (حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول اللہ ﷺ کہلاتے تھے اور آنے والے زمانے میں فتنوں کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے۔ اسی لیے شروع میں جو حدیث گزری ہے اُس میں اِن ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تھا)۔

غرض ہوا بھی یہی کہ سعید بن العاص مدینہ شریف واپس چلے گئے۔ یہ بات اہل کوفہ کو پسند آئی۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست کی آپ نے منظور فرمالی تاکہ اُن کے عذر اُن کی دلیلوں اور شبہات کا ازالہ ہوجائے۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۷)

حضرت حذیفہؓ کوفہ میں رہنے لگے تھے۔ اِنہیں حضرت عمرؓ نے مدائن کا عامل مقرر فرمایا تھا۔ اِن کی فتوحات اُسی دَور میں ذکر کی گئی ہیں ۲۲ھ میں ماسبذان، ھمدان اور ری (موجودہ تہران) وغیرہ۔

وہ فرماتے تھے : لَقَدْ حَدَّثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا کَانَ وَمَایَکُوْنُ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ . مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے مَاکَانَ اور قیامت تک مَایَکُوْنُ بتلا دیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے چالیس دن بعد وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ (تہذیب التھذیب ج ۲ ص ۲۲۰)۔ (جاری ہے)